تقریبات کا لین دین

اور

اس کے مفاسد

مؤلف

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی

مدرس جامعہ عربیہ، ہتھورا، باندہ

شائع کردہ:

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A/1، مین بازار، اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Ph: +91-11-26322991, Telefax: +91-11-26314784

E-mail: aimplboard@gmail.com / www.aimplboard.in

(©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب: .... تقریبات کا لین دین اور اس کے مفاسد

مؤلف: .... مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی

طبع سوم: .... مارچ ۲۰۱۳ء

تعداد: .... ایک ہزار

کمپوزنگ: .... مرکزی دفتر بورڈ، نئی دہلی (فیضان احمد ندوی)

پروف ریڈنگ: .... وقارالدین لطیفی

صفحات: ۲۲

قیمت: ۱۵/روپئے

ناشر

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ-نئی دہلی

فہرست

پیش لفظ ۵

اسلام کی بڑی خوبی-فطرت وعادت کی رعایت ۷

خوشی کا اظہار واہتمام-ایک فطری امر ۷

شریعت بھی اس کو پسند کرتی ہے ۸

مگر اپنی حیثیت کا لحاظ ضروری ۸

ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک بھی ایک فطری امر ۹

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور پڑوس وغیرہ سے حسنِ سلوک ۹

شریعت نے ہر جگہ سادگی کا حکم دیا ہے ۱۰

شادی کی وجہ سے لڑکی والوں کے ذمہ کچھ نہیں ۱۰

سلوک ولین دین تقریبات کے ساتھ مربوط ومشروط نہیں ۱۱

یہ ہماری پیدا کردہ مصیبت ہے ۱۲

شریعت کی خلاف ورزی دین سے دوری کا سبب ۱۳

مروج لین دین کی بعض خرابیاں ۱۳

ضرورت مند کی مدد یا متعلقین کا خیال منع نہیں ۱۴

بے اعتدالی وبے احتیاطی عبادت سے روکنے کا سبب بن جاتی ہے ۱۴

جہیز کی مصیبت ۱۵

جہیز ضیاع جان کا سبب ۱۵

اس کا سبب بننے والے قتل کی وعیدوں کے مستحق ۱۵

جہیز کی لعنت زنا وبداخلاقی کا سبب ۱۷

بداخلاقی کی اشاعت کی وعیدیں ۱۷

جبر ودباؤ کے ساتھ کوئی لین دین جائز نہیں ۱۸

جہیز اور لڑکیوں کا حق وحصہ ۲۰

ایک عجیب تضاد ۲۰

شریعت میں لین دین کا حکم بغیر کسی پابندی کے ۲۰

لڑکی پوری زندگی حسنِ سلوک کی مستحق ۲۱

جہیز کے معاملہ میں لڑکی والوں کا جرم ۲۲

پیش لفظ

تقریبات اگر خوشی کے موقعہ پر ہوں تو اس سے انسان کی خوشی دوبالا ہوجاتی ہے اگر خدانخواستہ کسی غم انگیز واقعہ پر لوگ جمع ہوجائیں تو اس سے غم ہلکا ہوتا ہے۔لیکن آج کل خوشی ومسرت کے موقعہ پر جو تقریبات رکھی جاتی ہیں ان میں اس پہلو کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، لین دین اور تحائف کے تبادلے کو تقریبات کا جزء بنادیا گیا ہے۔لوگ اس کو نمائش کے طور پر انجام دیتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ان حالات میں غریب اعزہ واقارب اور تنگ دست متعلقین ان مجلسوں میں شریک ہونے میں اپنے لئے خجالت محسوس کرتے ہیں۔کیونکہ وہ تحفہ پیش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا کم سے کم اس نمائش میں اپنی دولت مندی کا اظہار نہیں کرسکتے۔

شریعت میں ایسے کسی بھی عمل کی ممانعت ہے جس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہونچے اور اس کا آبگینہ دل ٹوٹ جائے اس لئے اول تو تحائف دینے کو تقریبات کا حصہ نہیں بنانا چاہئے اور رسم ورواج کا درجہ دینے سے گریز کرنا چاہئے اور اگر کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو چھپا کر اور اس نیت سے کہ اپنے ایک بھائی کی مدد ہوجائے نہ نمائش ہو اور نہ بدلہ حاصل کرنے کا جذبہ کارفرما ہو اور نہ آئندہ اسکی تلاش ہو، اس بے جا رسم نے سماج کے ایک طبقہ کو سخت کرب میں مبتلا کر رکھا ہے، جسکی اصلاح ضروری ہے، اسی نقطہ نظر سے میں نے محترم مولانا سید محمد عبید اللہ اسعدی صاحب رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سے خواہش کی کہ وہ اس موضوع پر آسان زبان میں ایک رسالہ مرتب کریں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں

مسئلہ کی حقیقت کو واضح کریں۔چنانچہ انہوں نے یہ رسالہ لکھا جو پہلے بھی شائع ہوچکا ہے، اب اس کا نیا ایڈیشن لایا جارہا ہے، امید ہے کہ معاشرے کی اصلاح میں یہ تحریر مفید ثابت ہوگی اور لوگ اس سے نفع اٹھائیں گے۔

وباللہ التوفیق۔

۲/مارچ ۲۰۱۳ء

سید نظام الدین
(جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کی بڑی خوبی – فطرت وعادت کی رعایت

اسلام جس کے ہم مسلمان ماننے والے ہیں۔ اس کی بڑی خوبیاں ہیں۔ اس میں ہماری تمام ضرورتوں کا حل موجود ہے اور ہر کام کے کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ فطرت اور ہمارے طبعی و پیدائشی مزاج کے موافق ہے اور اس میں ہماری فطرت وعادت کی بھی بڑی رعایت ہے۔ ہماری فطرت وعادت نے جن کاموں کا مزاج بنا رکھا ہے اور عادی بنا دیا ہے، اسلام نے ان کی مخالفت کر کے ان کو ختم نہیں کیا ہے بلکہ ان کا رخ درست کرنے اور ان کی صورت کو ایسا بنانے کی کوشش کی ہے کہ جس میں شریعت کے مزاج ومقصد کی بھی مطابقت ورعایت ہو اور وہ ہماری فطرت وعادت سے بھی زیادہ سے زیادہ قریب ہو۔

اسی لئے اسلام نے خوشی وغمی کے معاملات پر یکسر پابندی نہیں لگائی ہے بلکہ ان کے لئے ایسے حدود متعین کئے ہیں کہ جن کی پابندی کرنے پر آدمی تکلفات کا شکار نہیں ہوتا اور نہ زحمت میں پڑتا ہے اور نہ اللہ کی ناراضگی میں۔

خوشی کا اظہار واہتمام – ایک فطری امر

آدمی کو جب کوئی بڑی راحت یا دولت ونعمت حاصل ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کو کچھ اس انداز کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور خوشی میں سرشاری ہوتی ہے کہ وہ اس کو دبانے سے عاجز رہتا ہے۔ اس کے چہرہ ومہرہ، گفتگو وحال سے خوشی کا اندازہ کیا جاتا ہے اور وہ اس کا اظہار کرتا ہے اور اس کا اعلان چاہتا ہے۔

اور اس حال میں اس کو اپنوں سے ملنے اور ان کو اپنے یہاں جمع کرنے و بلانے کا بھی خاص اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور کھانے وکھلانے کے اہتمام میں لگتا ہے۔

شریعت بھی اس کو پسند کرتی ہے

شریعت نے اس طرح کی چیزوں کے حصول پر خوشی اور اس کے اظہار کو نہ صرف یہ کہ منع نہیں کیا ہے بلکہ پسند کیا ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز ایسی نہ ہو جو شریعت کے مزاج کے بالکل ہی خلاف ہو۔ حتیٰ کہ بعض ایسی چیزیں جو بظاہر خالص دنیوی ہیں مگر ان پر بھی خوشی ودعوت کو گوارا و پسند کیا ہے۔ جیسے نیا مکان بنانا یا اپنا ذاتی مکان حاصل کرنا، کسی اہم و لمبے سفر سے واپس آنا۔

مکان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، بالخصوص آج کے ماحول میں شریعت کی طرف سے اس کی مناسبت سے بھی دعوت کی اجازت ملتی ہے۔ شادی، نکاح وولیمہ کا موقع، اسی طرح عقیقہ وغیرہ کا تو ہے ہی خوشی وتقریب کا۔ جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور جمع کئے جاتے ہیں اور حسبِ وسعت آدمی کھلانے وپلانے کا اہتمام کرتا ہے۔

یہ سلسلہ عہدِ نبویؐ سے چلا آرہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سب نے کیا ہے، اور اپنے عمل کے ذریعہ ہم کو ہدایت وروشنی دی ہے کہ ہم کیسے ان تقریبات کو انجام دیں۔

مگر اپنی حیثیت کا لحاظ ضروری

مگر اس کے لئے یہ بات برابر اور بار بار کہی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ وعمل سے ثابت ہے کہ آدمی کو اپنی وسعت وحیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا چاہئے۔ اس کے لئے بے جا زیر باری نہیں ہونی چاہئے۔ اسی لئے ان چیزوں کو ضروری نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ ان کے لئے سنت ومستحب کے احکام ہیں۔

ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک بھی ایک فطری امر

اسی طرح ہم انسانوں کا ایک فطری مزاج و معمول مل جل کر رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کا خیال رکھنے، خاطر و مدد کرنے اور حسنِ سلوک کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ کبھی اور کہیں اس وجہ سے کہ ایک ضرورت مند کو دیکھ کر دل تڑپتا ہے تو یہ سب کیا جاتا ہے اور کبھی و کہیں اس کے بغیر اس کا باہمی تعلق و محبت ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم اپنے رشتہ دار، پڑوسی یا دوست کا اکرام کریں۔ اس سے تعلق و محبت کا اظہار کریں، اس کو کچھ دے کر، اس تک کچھ پہونچا کر خواہ وہ ایسی ہو جو ہمارے یہاں کثرت اور سہولت سے پائی جاتی ہے یا یہ کہ ہمارے یہاں وہ مناسب اور سستی و اچھی ملتی ہے۔ انسان اس کا عادی رہا ہے اور شریعت کی طرف سے بھی اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، اس کا حکم دیا گیا ہے بلکہ تاکید بھی آئی ہے۔ ضروری بھی بتایا گیا ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور پڑوس وغیرہ سے حسنِ سلوک

چنانچہ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کو، جس کو صلہ رحمی کہا جاتا ہے واجب و ضروری بتایا گیا ہے۔ پڑوسی کے خیال اور حسن سلوک پر بہت ابھارا گیا ہے، دوستوں و ساتھیوں کے ساتھ اچھے معاملہ کی تعریف و تاکید آئی ہے اور اس کی مختلف صورتیں بتائی گئی ہیں جن میں حسبِ موقع لین دین، ہدیہ و تحفہ بھی ہے، خواہ دوسرا آدمی جس کے ساتھ ہم سلوک کر رہے ہیں اور ہم کو اس کا حکم دیا گیا ہے وہ ہمارے ساتھ اچھا معاملہ و سلوک کرے یا نہ کرے۔

اور اس لین دین میں اعلان و اظہار کو بالکل پسند نہیں کیا گیا ہے، بلکہ شریعت نے صدقہ وغیرہ میں جو ہدایت دی ہے اس کا پورا لحاظ کرنا چاہئے کہ دوسرے کسی کو پتہ نہ چلے اور نہ ہی جس کو دیا جائے اس کو بار محسوس ہو۔

شریعت نے ہر جگہ سادگی کا حکم دیا ہے

لیکن اہم بات یہ ہے کہ جس طرح شریعت نے نکاح وغیرہ کی تقریب کو انجام دینے اور پورا کرنے کا نظام سادہ ہی رکھا ہے۔ تکلفات سے منع کیا ہے۔ بے جا اہتمام و خرچ کو پسند نہیں کیا ہے، بلکہ منع کیا ہے اور شادی کے سلسلہ میں تو صاف فرمایا گیا ہے:

أعظم النكاح بركة أيسرُ مؤنة۔ (بیھقی، شعب الإیمان، ۸/۱۰۵، باب الاقتصاد فی النفقه)

(جو نکاح جتنا کم سے کم اخراجات والا، تکلفات و بے جا خرچ سے خالی ہو وہ اتنا ہی زیادہ خیر و برکت والا ہوتا ہے)۔

شادی کی وجہ سے لڑکی والوں کے ذمہ کچھ نہیں

شادی کے موقع سے، شادی کی وجہ سے مہر اور عورت کے آئندہ کے اخراجات کو شوہر پر لازم قرار دیا ہے۔ اخراجات میں کھانا، پینا، کپڑا و مکان سب ضروریات شامل ہیں۔ عورت یا اس کے گھر والوں کے ذمہ کچھ بھی نہیں رکھا، کچھ بھی لازم نہیں کیا، نہ ہونے والے داماد کا جوڑا وغیرہ، نہ لڑکی کی ضرورت کا گھر و گرہستی کا سامان، نہ اس کے لئے زیور، نہ چار چھ جوڑے۔ اس لئے کہ ایجاب و قبول کے ساتھ ہی آئندہ کے لئے اس کا کپڑا شوہر پر لازم، تو مزید جوڑوں کی کیا ضرورت۔ گھر مرد کو بسانا ہے تو جیسے گھر کا انتظام اس کے ذمہ ہے، گھر گرہستی کے سامان کا نظم بھی وہی کرے گا اور عورت کے لئے لباس کے ساتھ ضروری زینت و سنگار کے سامان کا نظم بھی وہی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وعلى المولود لهٗ رزقهنَّ و كسوتهن بالمعروف لاتكلف نفس الا وسعها۔ (البقرة: ۲۳۳)

(اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان ماؤں کا کھانا اور کپڑا، قاعدے کے موافق۔ کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے موافق)

سلوک ولین دین تقریبات کے ساتھ مربوط ومشروط نہیں

اسی طرح شریعت نے ہم کو آپس میں حسنِ سلوک، لین دین، ہدیہ وتحفہ کا جو حکم دیا ہے اس کو تقریبات کے ساتھ نہیں جوڑا ہے، جب اس بات کے ساتھ نہیں جوڑا ہے کہ رشتہ دار و پڑوسی ضرورت مند ہو تبھی کیا جائے ورنہ نہیں، بلکہ اس کے ساتھ نہیں جوڑا کہ اگر رشتہ دار و پڑوسی کا معاملہ تمہارے ساتھ لین دین کا اور اچھا ہو تو کرو ورنہ نہیں بلکہ اس سب کے بغیر حکم دیا گیا ہے اور ہر حال میں حکم دیا گیا ہے، صرف اس وجہ سے کہ رشتہ دار اور پڑوسی ہے اور اس کے دنیوی واخروی بہت سے فائدے بتائے ہیں کہ آدمی ان کی لالچ میں اس کام کو کرتا رہے اور اس لالچ وفکر میں نہ پڑے کہ دوسرا بھی جواب میں کرے، بلکہ جواب میں اور مقابلہ میں کرنے کو صلہ رحمی سے باہر بتایا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں کچھ نبوی ارشادات ملاحظہ ہوں:

۱۔ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کا رزق کشادہ کر دیا جائے اور اس کی عمر بڑھا دی جائے تو صلہ رحمی کرے، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (صحيح بخاری، كتاب الادب، باب من بسط له في الرزق، صلة الرحم)

۲۔ جو آدمی بدلہ کے طور پر سلوک کرتا ہے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں، صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس کا رشتہ توڑا جا رہا ہو اور وہ اس کو جوڑ رہا ہو اور حسن سلوک کر رہا ہو۔

(بخاری، كتاب الادب، باب ليس الواصل بالمكافئ)

۳۔ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک

کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بُرا معاملہ کرتے ہیں، میں ان کے حق میں بردباری اور عفوو درگزر سے کام لیتا ہوں اور وہ میرے حق میں جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا معاملہ وہی ہے جو تم نے بتایا تو گویا تم ان کے منہ میں راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک اس حال پر رہو گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ان کے مقابلہ میں ایک مددگار ساتھ رہے گا۔ (مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها)

۴۔ اپنے رشتے وناطے کی واقفیت پیدا کرو، تاکہ صلہ رحمی کرسکو، اس لئے کہ صلہ رحمی کی وجہ سے آپس کی محبت بڑھتی ہے، مال میں اضافہ ہوتا ہے اور عمر زیادہ ہوتی ہے۔

(ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في تعليم النسب)

۵۔ جبرئیل علیہ السلام مجھ کو پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کی برابر تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنائیں گے اور ترکہ میں حصہ دلائیں گے۔

(بخاری، كتاب الادب باب الوصاة بالجار)

۶۔ وہ آدمی مومن نہیں جو خود تو آسودہ ہو اور پڑوسی بغل میں بھوکا ہو۔ (بيهقي، شعب الإيمان)

یہ ہماری پیدا کردہ مصیبت ہے

رشتہ داروں اور پڑوسیوں وغیرہ کے ساتھ حسنِ سلوک اور لین دین کو تقریبات کے ساتھ جوڑنا، یہ ہماری پیدا کی ہوئی مصیبت ہے کہ اسی موقع سے کیا جائے اور کیا جاتا ہے اور مصیبت اس لئے ہے کہ تقریب ہی کے موقع سے لین دین کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ دینے والا بھی یہی چاہتا ہے اور لینے والا بھی یہی سوچتا ہے۔

اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس میں بدلہ اور جوابی لین دین کا مزاج اس درجہ کا بنا لیا گیا ہے کہ یہ لین دین با قاعدہ لکھا جاتا ہے، اس کے لیے مخصوص کاپیاں اور کھاتے رکھے جاتے

ہیں، ان میں لکھا جاتا ہے کہ کس نے کس موقع پر کیا دیا؟ اور پھر جب دوسرے کے یہاں تقریب کا موقع آتا ہے تو اس تحریر، کاپی اور کھاتے کو دیکھا جاتا ہے کہ کس نے کیا دیا تھا؟ جس نے دیا اس کو دیا جاتا ہے اور جو دیا اس کے مطابق ہی دیا جاتا ہے۔

شریعت کی خلاف ورزی دین سے دوری کا سبب

اور قاعدہ ہے کہ آدمی جب اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت کے مقابلہ میں اپنی طرف سے کسی چیز کی عادت ومعمول بنالیتا ہے تو شریعت کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ جاتا ہے، اس سے شریعت کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ہم نے جب یہ مزاج بنایا کہ لینا دینا تقریب کے موقع پر ہی ہو، تو صلہ رحمی کا واقعی حکم اور حقیقی معاملہ ہم سے نکل گیا، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر تقریب ومناسبت کے ہم کو رشتہ دار و پڑوسی کا خیال کرنے اور اس کے ساتھ کچھ کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی خواہ وہ کیسی ہی پریشانی میں ہو اور شدید ضرورت کے حال میں کیوں نہ ہو۔ ہم کو تقریب کا انتظار رہتا ہے، تقریب ہو تو کریں، اس لئے کہ اس نے بھی اسی موقع پر کیا تھا یا یہ کہ ہمارے یہاں جب موقع آئے گا تو کرے گا۔

مروج لین دین کی بعض خرابیاں

ایک خرابی تو یہ پیدا ہوئی، دوسری یہ کہ تقریب کے موقع سے لین دین میں بھی نہ تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو کچھ دیا جارہا ہے وہ ضرورت کا ہے یا نہیں اور اس سے وہ کتنا فائدہ اٹھائے گا، اور نہ یہ کہ واقعی اس آدمی کو کس حد تک ہماری مدد وصلہ کی ضرورت ہے؟ بس یہ خیال رہتا ہے کہ ایک رسم ورواج فرض وقرض اتارنا ہے، لہٰذا یہ سب کیوں دیکھا جائے۔

اسی پر بس نہیں، اس کی خرابیاں اور بھی بہت ہیں۔ یہ لین دین نمائش ودکھاوے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کا اہتمام سے اعلان وذکر کیا جاتا ہے اس کے پیچھے سالہا سال کے

تعلقات خراب کئے جاتے ہیں اور خونی وقریبی رشتے توڑ لیے جاتے ہیں، اس لئے کہ کسی نے نہ دیا، یا یہ کہ توقع سے کم دیا یا جو لیا تھا اس سے کم حیثیت میں دیا تو یہ دینا لینا مصیبت بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب شریعت کے حکم ومقصد کے خلاف ہے۔

ضرورت مند کی مدد یا متعلقین کا خیال منع نہیں

ضرورت مند کی مدد، اس کی ضرورت کے مطابق شریعت کا ہی حکم نہیں بلکہ انسانیت کا تقاضا ہے اور رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی اور پڑوسی وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک شریعت کا ایک تاکیدی حکم ہے، ظاہر ہے کہ اس کو کون بُرا کہہ سکتا ہے یا اس سے کون منع کرسکتا ہے۔

بے اعتدالی وبے احتیاطی عبادت سے روکنے کا سبب بن جاتی ہے

لیکن شریعت کے اہم سے اہم حکم میں جب اپنی طرف سے تصرف کرلیا جائے تو اس کو منع کیا جائے گا۔ نماز جیسی عبادت کے لئے شریعت نے کچھ اوقات رکھے ہیں، کچھ پابندیاں رکھی ہیں، اگر کوئی مسلمان ان کا لحاظ کئے بغیر نماز پڑھے گا تو اس کو روکا ہی جائے گا، اور یہ روکنا ضروری ہوگا، اس لئے کہ وہ اپنی ایسی نماز کے ذریعہ آخرت کو بنانے کے بجائے بگاڑ رہا ہے، اس لئے کہ وہ شریعت کو بدل رہا ہے، اس کو مسخ کر رہا ہے یا اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

اسی طرح ہمارا یہ لین دین ہے خواہ کسی موقع سے ہو اور کسی کی طرف سے ہو۔ بچہ کی پیدائش اور عقیقہ وغیرہ کی تقریب میں ہو یا ہمارے معاشرہ کی آج کی سب سے بڑی مصیبت شادی ونکاح کے موقع پر ہو، جس کو جہیز کہا جاتا ہے اور یہ جہیز میں دیا جانے والا سامان خواہ رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے ہو یا ماں، باپ، بھائی وغیرہ اولیاء و سرپرستوں کی طرف سے ہو۔

جہیز کی مصیبت

ہم نے اپنی ایمانی کمزوری اور نالائقی کی وجہ سے حدود کو توڑ دیا اور شریعت کی ہدایات کو چھوڑ دیا اور ان تقریبات کو بالخصوص شادی اور اس کے موقع سے لین دین کو ایک مصیبت بنا لیا۔ وہ ساری خرابیاں جو پیچھے ذکر کی گئیں، کوئی موقع ان سے خالی نہیں۔

جہیز ضیاع جان کا سبب

اور شادی کا لین دین و جہیز، ایک مصیبت سے بڑھ کر ایک طرح کی لعنت بن گیا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہا جائے تو حق ہے، آخر جو لین دین سینکڑوں انسانی جانوں کے ضائع ہونے اور ان کی موت کا ذریعہ بن رہا ہو اس کو لعنت نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے، کتنی جانیں شادی سے پہلے اور اس کے بغیر قربان ہو جاتی ہیں، اس لئے کہ جہیز کے لئے سرمایہ نہیں ہوتا، اور کتنی شادی کے بعد اس وجہ سے بھینٹ چڑھتی ہیں اور چڑھائی جاتی ہیں کہ منھ مانگا نہیں ملا، توقع سے کم ملا، مزید جو مانگ ہے اس کو پورا نہیں کیا گیا، حد یہ کہ بیوی کے والدین حج کو جا رہے ہیں تو کیوں؟ یہی پیسہ داماد کو کیوں نہیں دیتے؟

اس کا سبب بننے والے قتل کی وعیدوں کے مستحق

اور جو لوگ اپنی حرکتوں سے جہیز کے پیچھے اور اس کی وجہ سے جان دینے اور لینے کا ذریعہ بنتے ہیں وہ بلا شبہ قتل کے اور ناحق جان لینے کے درپے ہوتے ہیں اور اس کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس طرح وہ ان تمام وعیدوں کے مستحق ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث میں کسی کی جان ناحق لینے و ضائع کرنے پر آئی ہیں اور ان وعیدوں کے حقدار ہوتے ہیں جو کہ کسی مومن کی جان لینے پر قرآن میں آئی ہیں:

ولا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَاماً۔ (الفرقان: ۶۸)

(اور جس شخص کے قتل کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا۔)

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَاءُه جَهَنَّمُ خَالِداً فِیْهَا و غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ و لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّلَهٗ عَذَاباً عَظِیْماً۔ (النساء: ۹۳)

(اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیش کو اس میں رہنا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوں گے اور اپنی رحمت سے اس کو دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آیا ہے:

۱۔ مسلمان اس وقت تک گنجائش میں رہتا ہے جب تک کسی حرام خون کا ارتکاب نہ کرے۔ (بخاری کتاب الدیات)

۲۔ اگر کسی مومن کی جان لینے میں سارے آسمان و زمین کے لوگ بھی شریک ہوں تو اللہ سب کو اوندھے منھ جہنم میں ڈال دے گا۔ (ترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء)

۳۔ ہر گناہ کو معاف کیا جا سکتا ہے مگر یہ کوئی شرک پر مرے یا یہ کہ اس نے کسی مسلمان کو قصداً (ناحق) قتل کیا ہو۔ (ابو داود، کتاب الفتن، باب تعظیم قتل المؤمن)

۴۔ جو آدمی کسی مومن کے قتل پر ایک لفظ و حرف کی بھی مدد کرتا ہے تو وہ اللہ کا سامنا اس حال میں کرے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا —— یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(ابن ماجه، ابواب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً)

جہیز کی لعنت زنا و بداخلاقی کا سبب

اس لین دین کے لعنت ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے پیچھے نہ جانے کتنی جوانیاں برباد ہوجاتی ہیں، کتنی لڑکیاں اور لڑکے شادی کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد اور اس کی شدید ضرورت کے احساس کے باوجود خالی رہتے ہیں اور جوانی کی حدود سے بھی آگے پہنچ جاتے ہیں۔

صرف یہی نہیں ہوتا، اس لئے کہ کسی بھی ضرورت پر صبر وضبط آسان نہیں۔ اس کی وجہ سے عزت وعصمت برباد ہوتی ہے اور جوانی کے تقاضوں سے مجبور ہوکر مرد وعورت سب زنا میں مبتلا ہوجاتے ہیں، کتنے باعزت گھرانوں کی لڑکیاں، اپنے گھروں کی عزت بیچ دیتی ہیں، گھروں سے بھاگ جاتی ہیں حتیٰ کہ غیر مذہب کے لوگوں کا ساتھ پکڑ لیتی ہیں۔

بداخلاقی کی اشاعت کی وعیدیں

ظاہر ہے کہ اس کا سبب وباعث یہی لین دین والے بنتے ہیں تو وہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد ووعید کے تحت آتے ہیں:

ان الـذيـن يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا و الآخرة۔ (النور:۱۹)

(جولوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک سزا مقرر ہے۔)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ان پر صادق آتا ہے:

۱۔ جس آدمی سے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے، اس کی تربیت کرے، جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے، اگر بالغ ہونے پر شادی نہیں کرتا اور اولاد گناہ کا ارتکاب کرتی ہے تو گناہ اس آدمی پر ہوگا۔ (بيهقي، شعب الإيمان۔ ۱۳۷/۱۱۔ باب

حقوق الأولاد و الأهلين)

۲۔ تورات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس آدمی کی لڑکی بارہ سال کی ہوجائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے، پھر اس لڑکی سے کوئی گناہ صادر ہوجائے تو اس کا گناہ اس آدمی پر ہوگا۔ (بيهقي، شعب الإيمان۔ ۱۳۷/۱۱۔ باب حقوق الأولاد و الأهلين)

اولاد کی حرکت پر ماں باپ کا گنہگار ہونا یا سرپرستوں کا، اس لئے ہے کہ اولاد کی ہر طرح کی ذمہ داری وخبر گیری ان کے فرائض میں داخل ہے۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھی تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا۔''

(ترمذي، كتاب البر والصلة باب ماجاء في أدب الولد)

ظاہر ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان ارشادات کی بے حرمتی کا باعث ہے اور جب ہم خدا ورسولؐ کے ارشادات و ہدایات کی مخالفت و بے حرمتی کریں گے تو اس کی سزا میں جتنی مصیبتوں اور لعنتوں میں بھی گرفتار ہوں کم ہے۔

جبر ودباؤ کے ساتھ کوئی لین دین جائز نہیں

اس موقع سے ایک بات اور بھی یاد رکھنی چاہئے جو ہر قسم کے لین دین سے متعلق ہے اور وہ یہ کہ ایک آدمی کا مال دوسرے کے لئے اسی وقت جائز ودرست ہوتا ہے جب کہ دینے والا پوری خوش دلی کے ساتھ اس کو دے اور پیش کرے، کسی طرح کا دباؤ اور جبر وزبردستی کا اس میں دخل نہ ہو۔ دباؤ وزبردستی کے ساتھ تو کسی نیک کام کا چندہ بھی درست نہیں ہے، تو جب کسی نیک کام کے لئے اس طرح کا چندہ اور لین دین درست نہیں تو دوسرے مواقع میں اس کا جواز کیسے ہوسکتا ہے۔

اور تقریبات کا لین دین آج کل عموماً اسی طرح ہوتا ہے، اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس کا اعلان کیا جاتا ہے، سامان کو دکھایا وسجایا جاتا ہے اور لکھا پڑھا جاتا ہے، یہ سب ایک طرح کا

دباؤ ہے اور بات یوں ہو جاتی ہے کہ ہم نے لیا ہے تو تم کو بھی دینا ہوگا۔ ہم نے لیا ہے تو ہم کو بھی دینا ضروری ہے، اور اس کے پیچھے تعلقات کی خرابی کا مسئلہ بھی آتا ہے تو یہ سب دباؤ ہی تو ہے۔

بالخصوص جہیز کے معاملہ میں تو کچھ کہنے و بتانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ یہ دباؤ کس کس شکل میں پایا جاتا ہے اور کس طرح آدمی کو مجبور کیا جاتا ہے اور وہ مجبور ہو جاتا ہے۔

اس خیال سے کرنا پڑتا ہے کہ اپنی عزت کو بچایا جائے اور اس سے بڑھ کر اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ جگر گوشے کی عزت ہی نہیں بلکہ اس کی جان کو بچایا جائے اور حال یہ ہے کہ لاکھوں کا جہیز دینے کے باوجود بھی نہ عزّت بچتی ہے اور نہ جان۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ شریعت کی خلاف ورزی و بے حرمتی میں کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل۔ (النساء: ۲۹)

(آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طور پر مت کھاؤ)

اور فرمانِ نبویؐ ہے:

اَلا لا يحل مال امرئ مسلمٍ الا بطيبِ نفسهٖ۔ (بيهقي۔ شعب الإيمان)

سن لو کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہوتا، جیسے کہ ایسے معاملات کے حق میں اعلانِ ربانی ہے:

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبيّن له الهدىٰ و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و نصله جهنم و ساء ت مصيراً۔ (النساء: ۱۱۵)

(اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہولیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔)

جہیز اور لڑکیوں کا حق وحصہ

یہ مزاج کے بگڑ جانے بلکہ مسخ ہو جانے کی ہی تو بات ہے بلکہ ایک طرح کی یہ بھی سزا ہے کہ باپ لڑکی کو بڑھ چڑھ کر جہیز دیتا ہے اور بھائی حیثیت سے بڑھ کر اس کا انتظام کرتا ہے۔ لیکن باپ اس کی فکر وانتظام نہیں کرتا کہ میرے بعد میرے ترکہ میں میری لاڈلی کو بھی حصہ دیا جائے اور نہ ہی وہ بھائی باپ کے ترکہ میں بہن کو حصہ دینے کے لئے تیار ہوتا ہے جو جہیز کے پیچھے خود کو پریشان وتباہ کر لیتا ہے۔

ایک عجیب تضاد

یہ تو عجیب تضاد ہے کہ شریعت نے جس چیز کو فرض ولازم کیا ہے اس کو ہم نے حرام بنالیا ہے، اس کے لئے ہم بالکل تیار نہیں اور جس چیز کا کوئی حکم نہیں دیا ہے اس کو تمام فرضوں سے بڑا فرض قرار دے لیا ہے۔ چنانچہ اس کے پیچھے اپنا سب کچھ لگا دیتے ہیں۔

شریعت میں لین دین کا حکم بغیر کسی پابندی کے

شریعت نے ہم کو صلہ رحمی اور حسن سلوک کا جو حکم دیا ہے اس میں کسی موقع اور وقت کی پابندی نہیں، نہ کسی مقدار اور کسی چیز کی پابندی ہے، اس کا حکم تو ہم کو ہر وقت اور ہر حال میں ہماری وسعت وحیثیت کے مطابق دیا گیا ہے خواہ رشتہ داری و پڑوسی کے ساتھ ہو یا دوست کے ساتھ اور کسی تعلق والے کے ساتھ اور لڑکے کے ساتھ ہو یا لڑکی کے ساتھ، جب موقع ہو یا دل میں آئے تو لینا دینا کسی طرح کی تقریب کے بغیر بھی ہوسکتا ہے اور کبھی کسی تقریب کی مناسبت سے بھی ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس وقت کے لئے اس کو ضروری نہ سمجھا جائے اور پھر وہ خرابیاں نہ پیدا ہوں جن کا پیچھے تذکرہ کیا گیا ہے۔

لڑکی پوری زندگی حسنِ سلوک کی مستحق

اسی طرح جس لڑکی کی شادی ہو رہی ہے وہ جیسے شادی سے پہلے بیٹی و بہن ہونے کی وجہ سے حسنِ سلوک کی مستحق تھی، شادی کے بعد بھی حقدار ہے، شادی کا وقت ہی اس کے لئے متعین نہیں، جیسے شادی سے پہلے اس کا کھانا کپڑا زیور حسب وسعت کیا جاتا رہا، اللہ جو توفیق دے یہ سب بعد میں بھی کرنا چاہئے، شریعت کا حکم تو یہ ہے نہیں کہ شادی تک روک کر رکھو اور شادی کے موقع پر کر کے زندگی بھر کے لئے فارغ ہو جاؤ، اس لئے کہ یہ حکم تو رشتہ کی وجہ سے ہے، اور رشتہ شادی سے پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی برقرار ہے تو اس کا حکم بھی برقرار رہے گا، بلکہ یہ تو زندگی بھر کا اور مرتے دم تک کا معاملہ وحق ہے۔ حدیث میں یوں بھی لڑکیوں کی پرورش اور نگہداشت کا بڑا ثواب بتایا گیا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے، فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے:

> ”کیا میں تم کو سب سے افضل صدقہ کی بابت بتاؤں؟ وہ ہے تمہاری بیٹی جو (شادی کے بعد پھر) تمہارے پاس واپس آجائے اور تمہارے علاوہ اس کا کوئی خرچ برداشت کرنے والا نہ ہو“ (ابن ماجہ۔ ابواب الأدب، باب برالوالد و الإحسان إلی البنات)

شادی کی وجہ سے بیٹی، بہن کی راحت کے لئے کچھ دینے و کرنے کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا ہے اس لئے بھی کہ اب جدا ہو رہی ہے، اللہ نے وسعت دی ہے تو آدمی حسب موقع آنے جانے میں کرتا رہے، لیتا دیتا رہے، بھیجتا رہے، یہ تو اور اچھی بات ہے اس سے جانبین کے درمیان محبت بھی بڑھے گی اور سہولت بھی ہوگی۔

پہلے یہی ہوتا تھا، کرنے والے اب بھی کرتے ہیں، اگرچہ خال خال ہوں اور کبھی کچھ شادی و نکاح کے موقع پر بھی کر دیا جاتا تھا، ضرورت کے تحت بھی اور محبت کی وجہ سے بھی،

لیکن اس کو ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔

اور اب ہم نے ایک ہی موقع پر سب کچھ کر ڈالنے کا مزاج بنا لیا تو سہولت وراحت بھی گئی اور تعلقات کی کشش بھی گئی، بلکہ شریعت کی رخصت واجازت بھی گئی۔

جہیز کے معاملہ میں لڑکی والوں کا جرم

یہ صحیح ہے کہ شادی کے موقع سے وسیع جہیز کے لین دین میں بڑا دخل مرد اور اس کے گھر والوں کا ہوتا ہے جو اپنی بیٹی و بہن کو بھلا کر دوسرے کو چوس لینا اور نچوڑ لینا چاہتے ہیں، مگر لڑکی کے سرپرستوں کا بھی اس میں کم حصہ نہیں، بہ کثرت دیکھا وسنا جاتا ہے کہ وہ اس کو اپنی اَنا وعزّت کا مسئلہ بنا کر بڑی سے بڑی بارات کا تقاضا کرتے ہیں اور بڑے سے بڑے جہیز کا نظم کرتے ہیں۔

اس لئے اس مسئلہ میں فریقین کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے، لڑکے اور اس کے سرپرستوں کو بھی اور لڑکی والوں کو بھی، کہ ہم نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے جس چیز کو عزت و انا کا مسئلہ بنا لیا ہے وہ دراصل ہماری ذلت کا ذریعہ ہے، اس کو چھوڑ کر شریعت وسنت کی ہدایت پر عمل پیرا ہوں، اور پھر حقیقی عزت بھی حاصل کریں اور راحت وسہولت بھی۔

اللہ تعالیٰ ہم کو سمجھ عطا فرمائے کہ ہم ناعاقبت اندیشی کے کاموں سے بچیں اور اللہ ہم کو اپنے دین کا صحیح علم اور اس پر حقیقی عمل کی توفیق عطا فرمائے، اسی میں ہماری دنیا وآخرت دونوں کی بہتری وبھلائی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

من عمل صالحا من ذکر أو انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوة طیبة ولنجزینھم أجرھم بأحسن ما کانوا یعملون۔ (النحل: ۹۷)

(جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔